شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

28 ستمبر 2025ء ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

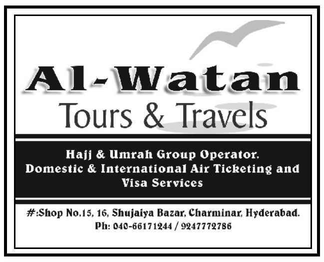

خانہ کعبہ کے اہم مقامات

کعبہ شریف کی تزئین و آرائش مسلمان خلفاء فرمانرواؤں کی اہم ترجیحات میں شامل رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں میں بیت اللہ کی تزئین اوراس کی خوبصورتی اور وسعت میں اضافے کے لیے ان میں ایک مقابلے کی کیفیت رہی ہے۔العربیہ ڈاٹ نیٹ نے ایک رپورٹ میں خانہ کعبہ کے اہم حصوں اور ماضی میں ان میں ہونے والی ترمیم مرمت کی تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے۔خانہ کعبہ کا ایک ایک جزو مقدس اور بابرکت ہے مگراس کے کچھ مقامات اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔ان میں کعبہ شریف کے داخلی اور خارجی دروازے، طوق حجراسود، میزاب، غلاف کعبہ، شاذ روان کعبہ اور اندرونی حصہ اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔مسجد حرمین شریفین کے امور کے محقق محی الدین الھاشمی لکھتے ہیں کہ ماضی میں مسلمان حکمرانوں کے ہاں خانہ کعبہ اوراس کے متعلق امورانتہائی اہمیت کے حامل رہے۔مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت کچھ بدلا مگر خانہ کعبہ کے بارے میں مسلمان خلفاء کی محبت میں کوئی کمی نہ آئی۔خانہ کعبہ کہ اندورنی اور بیرونی دیواروں پر معلق 'چراغوں' سے مسلمان خلفاء کی اس مقدس مقام کے ساتھ محبت کا اندازہ باآسانی کیا جاسکتا ہے۔اب بھی خانہ کعبہ کے ساتھ تانبے، لوہے، چاندی اورشیشے کی بنی 100 ایسی قندیلیں معلق ہیں۔ان میں سے بعض پر عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کا نام کندہ ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ قندیلیں عباست دور خلافت کے اوئل میں متعلق کی گئی تھیں۔

باب کعبہ :۔ باب کعبہ 'بیت اللہ' کے اہم تاریخی رازوں میں سے ایک ہے۔آج تک ان گنت بار باب کعبہ کو مختلف انداز میں ڈیزان کیا گیا۔جب ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا اس وقت اس کا کوئی دروازہ نہیں تھا بلکہ خانہ کعبہ کی مشرقی اور مغربی سمت سے اندر داخل ہونے کے دوراستے رکھے تھے تھے جو کھلے رہتے تھے۔کئی سال تک خانہ کعبہ 'دروازے' کے بغیر رہا۔یہاں تک کہ بادشاہ تبع کے دور میں پہلی بار خانہ کعبہ کے دروازے بنائے، چابی اور غلاف بنائے گئے۔قریش مکہ نے آتش زدگی اور سیلاب سے متاثر ہونے کے بعد خانہ کعبہ کو دوبارہ مرمت کیا اور کا مغربی دروازہ بند کردیا۔صرف مشرقی دورازے کو کھلا رکھا۔اس کیبعد آج تک دو پٹوں پر مشتمل 14 ہاتھ لمبا دروازہ خانہ کعبہ کی زینت ہے۔سعودی محقق الھاشمی کا کہنا ہے کہ خانہ کعبہ کی دوسری بار تعمیر عبداللہ بن زبیر کے دور میں کی گئی۔تاہم باب کعبہ کی شکلیں تبدیل ہوتی رہیں۔عباسی خلیفہ المقتفی نے 551ھ باب کعبہ بنایا گیا۔اس کے بعد یمنی خلیفہ مظفر نے 659ھ میں خانہ کعبہ کے لیے چاندی سے تیار کردہ دروازہ عطیہ کیا۔اس کے کچھ عرصہ بعد شاہ ناصر حسن نے 761 ھ میں ساگوان کی لکڑی سے خانہ کعبہ کا دروازہ تیار کیا۔ترک خلیفہ سلیمان القانونی نے لکڑی کا دروازہ تیار کرکے خانہ کعبہ میں لگوایا۔اس پر سونے اور چاندی کی قلع کاری کی گئی اور آیت کریمہ "وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل من لدنک سلطانا نصیرا." تحریر کرائی۔سنہ 1045ھ میں سلطان مراد کے دور میں خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی گئی۔اس دوران نیا باب کعبہ بھی نصب کیا گیا۔یہ دروازہ بھی سونے اور چاندی سے تیار کیا گیا تھا۔1119ھ میں باب کعبہ کی دوبارہ تجدید کی گئی۔

موجودہ آل سعود دور حکومت میں باب کعبہ 10 ذی الحج 1366ھ میں تبدیل کیا گیا۔ نئے باب کعبہ کی موٹائی 2.50 سینٹی میٹر ہے جب کہ لمبائی 3.10 میٹر رکھی گئی ہے۔المونیم سے تیار کیے گئے باب کعبہ پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔آل سعود خاندان کے دور میں یہ پہلا باب کعبہ تھا جو آج بھی خادم الحرمین الشریفین میوزیم میں آج بھی موجود ہے۔دوسرا باب کعبہ شاہ خالد رحمہ اللہ کے دور میں بنایا گیا۔شاہ خالد کے دور میں ایک تبدیلی یہ آئی کہ خانہ کعبہ کے دو دروازے بنانے کا حکم دیا گیا۔اب 'خارجی باب کعبہ' اور دوسرا باب کعبہ جسے باب التوبہ کا نام دیا گیا سے خانہ کعبہ کی چھت تک جانے کا راستہ بنایا گیا۔دوسرا باب کعبہ تیار کرنے کا سہرا الشیخ الصاغہ احمد ابراہیم بدر کے سر جاتا ہے جنہوں نے 1397ھ میں باب کعبہ کا کام شروع کیا۔اس باب میں لکڑی کی 10 سینٹی میٹر چوڑی تختیاں لگائی گئیں۔تکمیل کے بعداس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔باب کعبہ کی تیاری میں 13 ملین ریال خرچ ہوئے۔اسے 1399ھ میں نصب کیا گیا اور آج تک یہی باب کعبہ موجود ہے۔

طوق حجر اسود :۔ خانہ کعب میں نصب حجر اسود کے گرد نصب کردہ طوق کو صدیوں قبل خالص چاندی سے تیار کیا۔سب سے پہلے حجر اسود کا طوق عبداللہ بن زبیر نے 64ھ میں بنوایا۔طوق اس لیے بنایا گیا تاکہ حجر اسود کو کسی قسم کی گزند پہنچنے سے بچایا جاسکے اور اس کی خوبصورت میں اضافہ کیا جائے۔عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے 189ھ میں سابق طوق حجر اسود میں خرابی کے بعد نیا طوق تیار کیا۔قرامطہ کے دور میں حجر اسود کو بھی نقصان پہنچا۔بنی شیبہ نے 339 میں نیا طوق حجر اسود تیار کیا۔سدنہ خاندان کے تیار کردہ طوق کو 1079ھ میں تبدیل کیا گیا۔عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید خان نے 1268ھ میں نیا طوق حجر اسود بنوایا۔یہ طوق خاصل سونیسے تیار کیا گیا اوراس پر آیت الکرسی نقش کی گئی۔یہ طوق 13 سال تک رہا۔اس کے بعد 1281ھ میں سلطان عبدالعزیز نیچاندی سے نیا طوق تیار کرایا۔حجر اسود کا آخری طوق عثمانی خلیفہ سلطان محمد رشاد نے 1331ء میں بنوایا اور یہ طوق آل سعود کے دور تک قائم رہا۔شاہ عبدالعزیز نے اپنے دور میں 1366ھ میں خانہ کعبہ میں کئی ترامیم کیں جن میں طوق حجر اسود کی تبدیلی بھی شامل ہے۔شاہ عبدالعزیز کے دور میں تیار کردہ طوق حجر اسود 22 شعبان 1375ھ کو بعد از نماز مغرب نصب کیا گیا۔البتہ شاہ فہد نے 1422ھ میں اس میں معمولی ترامیم کرائی تھیں۔مگر طوق کو تبدیل نہیں کیا گیا۔

میزاب کعبہ :۔ میزاب کعبہ وہ خوبصورت پرنالہ ہے جو خانہ کعبہ کی چھت پر جمع ہونے والے پانی کو زمین تک پہنچانے کے لیے بنایا گیا۔سب سے پہلے میزاب کعبہ قریش نے بنایا جب انہوں نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی تھی۔میزاب کعبہ کی تیاری بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی اور آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے بھی اس کی تیاری میں حصہ لیا تھا۔قریش کے دور کے بعد اب تک میزاب کعبہ 12 مرتبہ نئے سرے سے بنایا گیا۔عبداللہ بن زبیر، حجاج بن یوسف، ولید بن عبدالملک نے میزاب کعبہ سونے سے بنوایا۔عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید خان نے 1276ھ میں میزاب کعبہ تیار کرایا۔یہ آج تک سعودی عرب میں

سرکاری میوزیم میں موجود ہے۔آل سعود کے دور میں شاہ فہد بن عبدالعزیز نے 24 سینٹی میٹر دھانے کا میزاب 1417ء میں تیار کرا کے نصب کرایا اور یہ آج تک موجود ہے۔

الشاذوران :۔ خانہ کعبہ کے زیریں حصے میں زمین سے متصل سنگ مرمر کی اس پٹی کو 'شاذوران' کہا جاتا ہے جو کعبے کے حجر اسماعیل کے سوا باقی تین سمتوں میں ایک ہی انداز میں بنائی گئی ہے۔سعودی محقق الھاشمی کا کہنا ہے کہ الشاذوران غیر عرب اصطلاح ہے۔سب سے پہلے 'شاذوران' عبداللہ بن زبیر نے بنائی۔اس کا مقصد کعبے کی دیواروں کو پانی لگنے سے کمزور ہونے سے بچانا اور غلاف کعبہ کو زائرئن سے تحفظ دلانا تھا۔عبداللہ بن زبیر کے بعد 542ھ، 636ھ، 660ھ، 670ھ، 1010ھ میں اس کی تجدید کی گئی جب کہ سعودی عرب کی حکومت نے شاہ فہد کے دور میں 1417ء میں الشاذوران کی تجدید کی گئی اور اس کی تیاری میں زرد رنگ کی سنگ مرمر کی جگہ کرارہ نانی نہایت عمدہ پانچ سینٹی میٹر موٹی ٹائل کا استعمال کیا گیا۔صحن مطاف سے اس کی اونچائی 11 سینٹی میٹر سے 40 سینٹر میٹر تک ہے۔الشاذوران میں 36 نئے حصے جوڑے گئے جب کہ حجر اسماعیل میں 46 حصے ہیں جن میں سے 22 بالائی سطح پر، 24 دیوار حجر اسود کے ساتھ ہیں۔اس کے ساتھ غلاف کعبہ کی 57 کڑیاں جوڑی گئی ہیں۔الھاشمی کا کہنا ہے کہ الشاذوران کے 8 ٹکڑے باب کعبہ کی دائیں جانب نصب ہیں۔یہ خشک جگہ ہے اوراسے گوندنے کی جگہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے ان کا مسالحہ اسی جگہ گوندا تھا۔یہاں نصب شاذوران کے بلاکوں کی لمبائی 33 سینٹی میٹر اور چوڑائی 21 سینٹر میٹر ہے۔پہلی بار یہاں پر یہ پتھر خلیفہ ابو جعفر منصور کے دور میں نصب کیے گئے اوران کے نیچے نیلے رنگ یں 631ھ یعنی آج سے 807 سال پہلی کی تاریخ درج کی گئی۔

غلاف کعبہ :۔ خانہ کعبہ کا ذکر غلاف کعبہ کے تذکرے کے بغیر ادھورا ہے۔سعودی محقق الھاشمی کا کہنا ہے کہ غلاف کعبہ کی تیاری مسلمان خلفاء کی اولین ترجیحات اور دلچسپیوں میں شامل رہی۔پہلا غلاف تبع الیمانی نامی بادشاہ کیدور میں تیار کیا گیا اور چاند گرہن کے موقع پر اسے کعبے کی زینت بنایا گیا۔اس کے بعد قریش کے جد امجد قصی بنی کلاب نے زائرین کعبہ کی خدمت کرنے والے السقایہ [پانی پلانے والے] الرفادہ اور غلاف کعبہ تیار کرنے والوں کو جمع کیا اور نیا غلاف تیار کیا۔یہ غلاف قریش کے دور تک رہا۔فتح مکہ کے بعد سنہ 8ھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیمنی کپڑے سے غلاف کعبہ تیار کرایا۔اموی دور حکومت میں غلاف سال میں دو بار تبدیل کیا جاتا۔ایک 10 محرم کو اور دوسری بار ماہ صیام کے آخر میں تبدیل کیا جاتا۔

عباسی خلفاء کے دور میں غلاف کعبہ پر خلیفہ کا نام لکھنے کی روایت پڑی۔اس کے علاوہ غلاف کی تیاری کی جگہ اور تاریخ بھی لکھی جانے لگی۔عثمانی دور خلافت میں غلاف کعبہ مصر میں تیار کرنے کے بعد حجاز روانہ کیا جاتا۔غلاف کی تیاری کے بعد اس کی حجاز روانگی سے قبل مصر میں اور حجاز میں جشن منایا جاتا۔1345ھ تک مصر غلاف کعبہ کی تیاری میں سرگرم رہا۔مگراس کے بعد مصری حکومت نے غلاف کعبہ کی تیاری روک دی۔شاہ عبدالعزیز آل سعود نے 1346ھ میں چند ایام کے اندر نیا غلاف تیار کرانے کے بعد اسے کعبے کی زینت بنایا۔پرانے زمانے میں غلاف کعبہ ریشمی کپڑے سے ہاتھ سے تیار کیا جاتا تھا مگر اب سعودی عرب کی حکومت نے غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے ایک باضابطہ کارخانہ قائم کیا ہے جس میں سال بھر ماہرین بہترین اوراعلیٰ معیار کے کپڑے سے غلاف کعبہ تیار کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

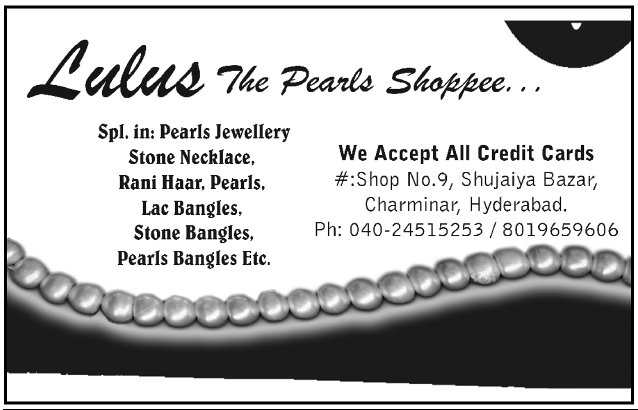

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

28 ستمبر 2025ء

آثار مبارک کے فضائل وبرکات

یہ حقیقت ہے کہ انبیاء وصالحین سے منسوب چیزیں بڑی با برکت اور فیض رساں ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کو بطورِ تبرک محفوظ رکھنا اوران سے برکت حاصل کرنا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا معمول تھا۔ آج بھی اہلِ محبت ان تبرکاتِ مقدسہ کو حصولِ فیض و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اوران کی حرمت کے تحفظ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

کتبِ احادیث وسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کروانے کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برکت حاصل کرتے تھے، مثلاً وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کا اپنے اوپر مسح کرواتے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو تبرکاً مس کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرتے جس پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست اقدس دھوتے اس دھوون سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے ہوئے کھانے سے تبرک حاصل کرتے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک اور لعابِ دہن مبارک سے تبرک حاصل کرتے، وہ موئے مبارک جو حجامت کے وقت اترتے، نیچے نہ گرنے دیتے تھے، مزید برآں ناخن مبارک سے، لباس مبارکِ سے، عصاء مبارک سے، انگوٹھی مبارک سے، بستر مبارک سے، چار پائی مبارک سے، چٹائی مبارک سے، الغرض ہر اس چیز سے تبرک حاصل کرتے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس سے کچھ نہ کچھ نسبت ہوتی حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مبارک سے بھی تبرک حاصل کیا بلکہ جن مکانوں اور رہائش گاہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکونت اختیار فرمائی، جن جگہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیں ادا فرمائیں اور جن راستوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے ان کی گرد وغبار تک کو انہوں نے موجبِ برکت جانا۔ یہاں تک کہ صحابہ وتابعین کے ادوار کے بعد نسلاً بعد نسلاً ہر زمانے میں اکابر ائمہ ومشائخ اور علماء ومحدثین کے علاوہ خلفاء وسلاطین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار وتبرکات کو بڑے ادب واحترام سے محفوظ رکھتے چلے آئے ہیں اور خاص مواقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو ان تبرکات کی زیارت کروائی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ استعمال متعدد چیزیں بطور تبرک موجود تھیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ان چیزوں سے حصولِ برکت کے لئے جس جذبۂ عقیدت ومحبت کا اظہار اپنی زندگیوں میں کیا اس حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں۔

لپ مبارک: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ’’میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا؟ میں نے پھیلا دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا: اسے سینے سے لگا لے۔ میں نے ایسا ہی کیا، پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔‘‘ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ ودیگر کتب احادیث)۔

دست اقدس سے برکات: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو خدّامِ مدینہ پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔ بسا اوقات سرد موسم کی صبح یہ واقعہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ ان میں ڈبو دیتے۔‘‘ (مسلم، سیوطی، بیہقی ودیگر کتب احادیث)۔

دست اقدس کا بوسہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں تھے، لوگ کفار کے مقابلے سے بھاگ نکلے اور ان بھاگنے والوں میں، میں بھی شامل تھا پھر جب پشیمان ہوئے تو سب نے واپس مدینہ جانے کا مشورہ کیا اور عزمِ مصمم کرلیا کہ اگلے جہاد میں ضرور شریک ہوں گے۔ وہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کی تمنا کی کہ خود کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کردیں۔ اگر ہماری توبہ قبول ہوگئی تو مدینہ میں ٹھہر جائیں گے ورنہ کہیں اور چلے جائیں گے۔ پھر ہم نے بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم بھاگنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’نہیں، بلکہ تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ (یہ سن کر ہم خوش ہوگئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں (یعنی ان کا ملجاو ماویٰ ہوں، وہ میرے سوا اور کہاں جائیں گے)۔‘‘ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی، احمد بن حنبل ودیگر کتب احادیث)

قدم مبارک کی ٹھوکر کی برکت: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے وہ مکمل صحت یاب ہوگئے۔ روایت کے الفاظ ہیں: ☆ ’’پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہوگئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔‘‘ (نسائی، ترمذی، احمد بن حنبل ودیگر کتب احادیث)

ناخن مبارک سے حصول برکت: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ منٰی میں حصرت عبداللہ بن زید کو اپنے موئے مبارک اور ناخن کٹوا کر عطا فرمائے جن کو انہوں نے بطور تبرک سنبھال کر رکھا۔ ان کے صاحبزادے حضرت محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ☆ ’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر میں اپنا سر اقدس منڈوایا اور بال انہیں عطا کردیئے جس میں سے کچھ انہوں نے لوگوں میں تقسیم کردیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن مبارک کٹوائے اور وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو عطا کردیئے۔‘‘ (احمد بن حنبل، ابن خزیمہ، حاکم، بیہقی ودیگر کتب احادیث)۔

موئے مبارک سے حصولِ برکت: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات کو حاصل کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ جس چیز کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو جاتی اسے وہ دنیا و مافیہا سے عزیز تر جانتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اندر یہ شعور بیدار کردیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار وتبرکات کو محفوظ رکھتے اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے موقع پر قربانی دینے سے فارغ ہوئے تو: ’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کردیا، اس نے بال مبارک مونڈ دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو وہ بال عطا کئے، اِس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا: مونڈ دو، اس نے ادھر کے بال بھی مونڈ دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کئے اور فرمایا: یہ بال لوگوں میں بانٹ دو۔‘‘ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، بیہقی ودیگر کتب احادیث)۔

☆ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ’’میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جن کو ہم نے انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ عبیدہ نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔‘‘ (بخاری، بیہقی)

☆ حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ’’مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا (ایک چاندی کا) پیالہ دے کر بھیجا۔ (اسرائیل نے تین انگلیاں پکڑ کر اس پیالے کی طرح بنائیں) جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا، اور جب کبھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (پانی کا) برتن بھیج دیتا۔ پس میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال دیکھے۔‘‘ (بخاری، ابن راھویہ، ابن کثیر ودیگر کتب احادیث)

علامہ بدرالدین عینیر حمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک چاندی کی بوتل میں تھے۔ جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ ان بالوں سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے۔ اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ اپنی بیوی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس برتن دیکر بھیجتے جس میں پانی ہوتا اور وہ اس پانی میں سے بال مبارک گزار دیتیں اور بیمار وہ پانی پی کر شفایاب ہو جاتا اور اس کے بعد موئے مبارک اس برتن میں رکھ دیا جاتا۔ ☆ ’’حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک چاندی کی بوتل میں تھے۔ جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ ان بالوں سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے۔ اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ اپنی بیوی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس برتن دیکر بھیجتے جس میں پانی ہوتا اور وہ اس پانی میں سے بال مبارک گزار دیتیں اور بیمار وہ پانی پی کر شفایاب ہو جاتا اور اس کے بعد موئے مبارک اس برتن میں رکھ دیا جاتا۔ (عینی، عمدۃ القاری)

☆ حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے۔ ایک دفعہ وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر پڑی تو اس کے لینے کیلئے تیزی سے دوڑے جبکہ اس معرکے میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کیلئے اتنی تگ ودو نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کہ اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار ومشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔‘‘ (قاضی عیاض ’الشفاء‘، محمد انوار اللہ فاروقی ’مقاصد الاسلام‘)

پسینہ مبارک سے حصول برکت: ☆ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک گدا بچھایا کرتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کا) بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے بیدار ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک اور موئے مبارک کو ایک شیشی میں جمع کرتیں پھر ان کو خوشبو کے برتن میں ڈال دیتیں۔ (بخاری وشوکانی)

☆ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط ﴿حنوط﴾ میں اس خوشبو کو ملایا جائے۔

(بقیہ صفحہ ۳ پر)

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات
☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے
☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم۔

بروز ہفتہ
☆ دینی تربیتی کیمپ
بعد مغرب تا اتوار کی عشاء
ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار
☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر
☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل
☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب
☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ
☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
معلوماتی
28 ستمبر 2025ء

سورة الاعراف

.1 اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھرلو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اوراس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنادیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچادیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7. (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جاسکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کرکے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

انگشتہائے مبارک سے چشمے جاری ہونا

اللہ تعالی نے انبیاء کرام ورسل عظام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کو آیات ومعجزات دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر اس خاکدان گیتی میں جلوہ گر فرمایا: آپ کے بدن اقدس کے ہر عضو مبارک سے قدرت خداوندی کے جلوے ہویدا ہوئے، بے شمار آیاتِ بینات ومعجزاتِ باہرات ظہور پذیر ہوئے۔ چنانچہ احادیث شریفہ کے ذخیرے سے سنن وجوامع، معاجم ومسانید میں کئی ایک روایات ملتی ہیں جس میں واضح وصریح الفاظ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، خدمت اقدس میں حاضر صحابہ کرام علیھم الرضوان اُس سے سیراب ہوئے، یہاں صرف صحیح بخاری شریف ج 1 باب علامات النبوۃ فی الاسلام سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے:

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم ان کو ڈرانے کا ذریعہ سمجھتے ہو، ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، پانی کی قلت ہو چکی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: کچھ پانی لاؤ، صحابہ کرام نے ایک برتن خدمت اقدس میں پیش کیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنا دست مبارک برتن کے اندر رکھا پھر فرمایا: پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف آؤ، برکت اللہ تعالی کی جانب سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے ابل رہا ہے اور جب آپ تناول فرماتے تو ہم کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے۔ (صحیح بخاری شریف، ج1، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

انگشتہائے مبارک سے پانی نکلنے کا یہ معجزہ سفر وحضر میں کئی ایک مرتبہ واقع ہوا، اس معجزہ کو روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح بخاری شریف ج 1 باب علامات النبوۃ فی الاسلام کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنے افراد تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو (300) یا تین سو کے قریب۔ (صحیح بخاری شریف، ج1، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری شریف کی روایت میں ہے: آپ کی انگشتہائے مبارک سے پانی چشموں کی طرح جوش مارنے لگا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو ہم سب سیراب ہوئے اور وضو کئے۔ راوی حدیث حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اس دن آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: ترجمہ "اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی پانی ہمیں ضرور کافی ہو جاتا ہم پندرہ سو (1500) تھے"۔ (صحیح بخاری شریف، ج22، باب غزوۃ الحدیبیۃ) شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کی شرح کے ضمن میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں: ترجمہ "انگشتہائے مبارک سے پانی نکلنے کے معجزہ کو صحابہ کرام سے تابعین کی ایک بڑی جماعت نے متصل روایت کیا، ان سے مستند ومعتمد علیہ محدثین نے روایت کیا، یہ معجزہ کئی مقامات پر محافل میں صحابہ کرام کی بڑی تعداد کی موجودگی کے وقت ظاہر ہوا اور کسی سے اس کا انکار ثابت نہیں اس لئے یہ ان معجزات سے ہے جو قطعی طور پر ثابت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(بقیہ صفحہ ۲) حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔" (بخاری شریف)۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ﴿حنوط:﴾ وہ خوشبو جو کافور اور صندل ملا کر میت اور کفن کے لئے تیار کی جاتی ہے۔☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا اور میری والدہ ایک شیشی لیکر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔" (مسلم، احمد بن حنبل، نسائی و دیگر کتب احادیث) ☆ ایک اور روایت میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پسینہ مبارک جمع کرنے کی وجہ برکت کا حصول بتایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: "اے ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری امید درست ہے۔" (مسلم، احمد بن حنبل، بیہقی، عسقلانی)

لعاب دھن: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کسی انسان کو تکلیف ہوتی یا کوئی زخم ہوتا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعاب دہن مٹی کے ساتھ ملا کر لگاتے اور اس کی شفایابی کے لئے یہ مبارک الفاظ دہراتے: "اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں، ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کا لعاب اللہ کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی ودیگر کتب احادیث)

جبۂ مبارک : حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما نے کسروانی طیلسان کا جبہ نکال کر دکھایا جس کے گریبان اور آستینوں پر ریشم کا کپڑا لگا ہوا تھا۔ پس آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: "یہ مبارک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی وفات تک محفوظ رہا، جب ان کی وفات ہوئی تو یہ میں نے لے لیا۔ یہی وہ مبارک جبہ ہے جسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے۔ پس ہم اس کے وسیلہ سے بیماروں کے لئے شفاء طلب کرتے ہوئے اسے دھوتے ہیں۔" (مسلم، ابوداؤد، احمد بن حنبل، بیہقی ودیگر کتب احادیث)

﴿﴾ اوپر بیان کردہ تمام روایات جو احادیثِ پاک کی معتبر کتب سے ماخوذ اور صحیح ہیں، اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ انبیاء وصالحین سے منسوب آثار وتبرکات فیض رساں اور پُرتاثیر ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جو تبرکاتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا اس قدر اہتمام فرماتے اس سے ان کا مقصد انہیں برائے نمائش محفوظ رکھنا نہیں تھا بلکہ وہ انہیں دافع آفات وبلیات سمجھتے تھے اور ان کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آثار وتبرکات سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور مقاصدِ جلیلہ پورے کئے۔ (بشکریہ منہاج القرآن ڈاٹ کام)

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی | 28 ستمبر 2025ء

تزکیہ، احسان وتصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں

سوال: تفکر یا غور وفکر سے کیا مراد ہے؟

جواب: تفکر یا غور وفکر ایک ذہنی عمل ہے جس میں انسان اپنے تمام تر توہمات اور خیالات کو جھٹک کر کسی ایک خیال، نکتہ یا کسی مشاہدے کی گہرائی میں سفر کرتا اور اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ تمام الہامی کتابوں میں اور قرآن مجید میں بالخصوص تفکر یا غور وفکر کو بہت اہمیت دی گئی ہے جگہ جگہ انسان کو تفکر اور تدبر کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور اپنی تخلیق پر غور کرے۔

فرمان الٰہی ہے: ’’بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب وروز کی گردش میں عقل سلیم والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔‘‘ (آل عمران، 3: 190)۔ دراصل فکر انسانی میں ایسی قوت ادراک اور روشنی موجود ہے جو کسی ظاہر کے باطن کا، کسی حضور کے غیب کا مشاہدہ کرسکتی ہے اس عمل ہی کو تفکر کہتے ہیں۔

سوال: تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات کیا تھے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ ہے۔ دین کے ظاہری پہلو، شریعت کی تعلیمات واحکامات کی بات ہو یا دین کے باطنی پہلو اور طریقت واحسان کی بات ہو یہ سب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ سے ثابت شدہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت ہمہ جہت اور ہمہ صفت تھی۔ یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیے کہ روٹی تب کھائی جاتی ہے جب بھوک ہو، دوا اس لیے استعمال کی جاتی ہے تاکہ شفاء • یابی ہو لیکن اگر بھوک ہی نہ ہو تو کھانے کی طلب نہیں رہتی اور بیماری ہی نہ ہو تو دوا کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لیے اگر انسان پہلے ہی سے نفس کی آلودگیوں اور باطن کی آلائشوں سے پاک و مبرا ہو تو اسے تزکیہ وتصفیہ کے لئے سالک طریقت بننے کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی مقام کی ابتداء بھی طریقت و ولایت کے انتہائی مقام سے ماوراء تھی لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے لئے ہر پسندیدہ حکم کا عملی نمونہ بھی پیش کرنا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلوک واحسان کے اصول وضع فرمائے اور اپنی عملی زندگی میں ان کو نافذ کر کے دکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ خشوع وخضوع، زہد و ورع، خشیت الٰہی، محبت ومعرفت الٰہی کی عظیم مثالی کیفیات سے بھری پڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو اتنی کثیر عبادت کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ اتنی کثیر عبادت کے باعث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بخشش کا وعدہ فرما رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

☆ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مردہ بکری کے قریب سے گزرے اور فرمایا: دیکھو یہ مردار اس درجہ ذلیل وخوار ہے کہ کوئی بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس مردار سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہے۔ فرمایا: دنیا کی صحبت تمام گناہوں کی سردار ہے، دنیا برباد شدہ لوگوں کا گھر اور مفلسوں کا مال ہے۔ (ترمذی شریف)۔

سوال: تزکیہ و احسان یا تصوف کے قواعد و ضوابط کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کے معمولات سے کہاں تک تعلق ہے؟

جواب: جواب: اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ احسان وتصوف کے جملہ اصول و ضوابط صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عملی زندگیوں میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ صحابہ کرام براہ راست حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آداب طریقت سیکھتے تھے اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خاص تربیت سے انہیں سلوک وطریقت کی تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت صحابہ کرام کے لئے شیخ طریقت اور مرشد کامل کی تھی۔ تصوف وطریقت کا پہلا قدم نسبت ارادت کا قائم کرنا ہے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی صحابی بھی ایسا نہ تھا جس نے باضابطہ طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت نہ کی ہو۔

حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سات بیعتیں کیں۔ پانچ بیعتیں اطاعت پر اور دو بیعتیں محبت پر۔‘‘ طریقت کی راہ میں شیخ طریقت اور مرید کے درمیان کچھ آداب ہوتے ہیں جن کو بجالائے بغیر کوئی مرید اپنے شیخ طریقت سے کسی قسم کا فیض حاصل نہیں کرسکتا۔

کنز الاعمال، 1:326، رقم: 1524

صحابہ کرام اپنے مرشد کامل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدابِ محبت سے خوب واقف تھے۔ روایات میں ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال درجہ کے ادب اور تواضع وانکساری کا اظہار کرتے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی اپنے چہروں اور آنکھوں پر مل لیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن نیچے نہ گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے، حصول برکت کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست بوسی اور قدم بوسی کرتے تھے۔ تصور شیخ باندھنا بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ کائنات کی تمام نعمتوں سے محبوب تر عمل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ومحبت کو گردانتے تھے۔ انہیں ہر قسم کی عبادت اور ریاضت سے بڑھ کر اگر کوئی عمل عزیز تھا تو وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنا تھا۔ عہد رسالت اور عہد صحابہ کرام میں ذکر وفکر کی مجالس کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا تھا۔ پھر لباس صوف پہننا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا۔ اکثر صحابہ اون کا کھردرا لباس پہنتے تھے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’بے شک میں نے ستر بدری صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صوف کا لباس پہنتے ہوئے دیکھا۔‘‘ (شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، 2:293)

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا معمول فاقہ کشی، قلت کلام، کثرت عبادت اور گریہ و زاری تھا۔ یہ تمام اوصاف ان کی زندگیوں میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام کثرت سے روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے، اس لیے صوفیاء کرام کے یہ تمام معمولات، عبادات وریاضت ومجاہدات کے ذریعے روحانی مشقتیں کرنا، یہ سنت صحابہ کی اتباع کا نتیجہ تھا اس لیے یہ کہنا کہ ان کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے سراسر غلط ہے۔

سوال: احسان و تصوف کے کیا مقاصد ہیں؟

جواب: ہر کام کسی خاص مقصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ روٹی اس لیے کھائی جاتی ہے کہ بھوک ختم ہو، دوا اس لیے استعمال کی جاتی ہے کہ انسان شفاء • یاب ہو۔ کسی بھی کام کی اچھائی و برائی کو پرکھنے کے لیے اس کے مقاصد اور غرض وغایت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اسی معیار پر ’’تصوف واحسان‘‘ کے مقاصد ونتائج کا جائزہ لینا مقصود ہے اگر مقاصد تصوف واحسان قرآن وسنت کی روشنی میں پسندیدہ ہیں تو مقبول اور اگر ناپسندیدہ ہیں تو مردود۔ طریقت وتصوف کے تین بنیادی مقاصد ہیں: ☆1۔ تزکیہ نفس ☆2۔ تصفیہ قلب ☆3۔ معرفت ربّانی

سوال: صفائے قلب سے کیا مراد ہے؟

جواب: تصوف کا دوسرا بنیادی مقصد صفائے قلب ہے۔ جب انسان کا نفس گناہ کی آلودگیوں اور برے اخلاق سے ناپاک ہوجاتا ہے تو اس کے اثرات سے قلب انسانی پر سیاہی چھا جاتی اور اس کا باطن تاریک ہوجاتا ہے۔ اسلام اس امر کا متقاضی ہے کہ باطن کی صفائی کا اہتمام کیا جائے تاکہ قلب انسانی معرفتِ الٰہی کے نور کا گہوارہ بن سکے۔ قرآن حکیم میں ہے: ’’ہرگز نہیں بلکہ ان کے کسب کی بناء • پر ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔‘‘ المطففین، 83:14)

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’تحقیق جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہوجائے تو تمام جسم کی اصلاح بھی خود بخود ہوجائے گی اور اگر وہ فاسد وخراب ہوجائے تو سارے جسم میں فساد برپا ہوجاتا ہے۔ خبردار! وہ دل ہے۔‘‘ (امام بیہقی) لیکن جب انسان کا نفس گناہ کی آلودگیوں اور رذائل اخلاق سے پاک ہوجاتا ہے تو اس کے اثرات انسان کے قلب وباطن پر بھی مرتب ہونے لگتے ہیں جب انسان کی غیض وغضب کی قوت اس کی لطیف جذبہ رحم اور عفو ودرگزر سے مغلوب ہوجاتی ہے تو اس کی شخصیت کا جمالیاتی پہلو غالب آجاتا ہے، غرور وتکبر کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان کے دل میں نرمی اور رقت پیدا ہوتی ہے جو قلب کی صفائی و چمک کا باعث بنتی ہے۔ اس طرح دین کا ایک اہم تقاضا پورا ہوجاتا ہے کیونکہ جب دل ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوجائے تو وہ قرآن کی نظر میں قلب کا درجہ پاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’جس دن انسان کے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، مگر جو اللہ کے پاس پاک قلب لے کر آئے گا۔‘‘ (الشعرا، 26:89-88)

سوال: مقصود تصوف و طریقت کیا ہے؟

جواب: تصوف کی ساری تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو یاد الٰہی اور حق کے معاملے میں کامل یکسوئی نصیب ہوجائے۔ طریقت کا آغاز اور اس کے مدارج و منازل کا اختتام بھی اسی کامل یکسوئی سے ہوتا ہے، نیز اسلام کا مقصود بھی یہی ہے کہ انسان کو کامل یکسوئی عطا کر کے ایک کامل انسان بنایا جائے جبکہ اللہ رب العزت اپنے ذکر میں یکسو ہوجانے کے بارے میں فرمایا: ’’اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہوجاؤ۔‘‘ (المزمل، 73:8)

سوال: تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک کے بنیادی تقاضے کون سے ہیں؟

جواب: سلوک واحسان کے پانچ ابتدائی تقاضے اور آداب ہیں جن کے بغیر کسی سالک کا سفر طریقت واحسان نہ جاری ہوتا ہے نہ آگے بڑھتا ہے۔ یہ ابتدائی زاد سفر ہے جسے ہر مسافر کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہونا ہے، وہ یہ ہیں: ☆1۔ حصول علم واطاعت حق ☆2۔ ارادتِ شیخ یا مرشدِ کامل کی ارادت وتربیت ☆3۔ مجاہدہ نفس (کم کھانا، کم سونا، کم بولنا) ☆4۔ کثرت ذکر وعبادت ☆5۔ تفکر ومراقبہ تصوف و احسان کے ان بنیادی تقاضوں پر عمل کیے بغیر کوئی سالک منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

سوال: سلاسلِ طریقت سے کیا مراد ہے؟

جواب: تصوف وطریقت کے بھی دیگر علوم وفنون کی طرح مختلف مکاتب فکر ہیں جو مختلف شیوخ کے خانوادوں پر مشتمل ہیں، انہیں خاندانوں کے طریق کو ’’سلسلہ‘‘ کہتے ہیں۔ جیسے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور دیگر جو سارے طریقہ ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک جا ملاتے ہیں جن کی تعلیمات کا مرکز ومحور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔

سوال: تذکیہ نفس وتصفیہ قلب اوراپنے اندر پائی جانے والی برائیوں کو دور کرنے کے لیے کیا کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

جواب: جس طرح ہر علم وفن کے حصول کے لیے ایک معلم کی ضرورت ہے اسی طرح رہنمائی ورہبری کے لیے ایسے ہی شیخ ومرشد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ دین اسلام کا ایک ظاہری رخ ہے جسے شریعت کہتے ہیں اور ایک باطنی رخ ہے جسے طریقت کہتے ہیں۔ تصوف یا طریقت معرفت الٰہی کا ایک اہم ذریعہ ہے، بشرطیکہ کوئی نیک، متقی، پرہیزگار اور پابند شرع شیخ مل جائے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی جائے۔ آپ کوشش کریں کہ اگر کوئی ان صفات کا حامل شخص مل جائے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے پاس علم دین ضرور ہو تاکہ حلال وحرام، پاک ونجس اور دیگر امور شرعیہ سے واقف ہو۔ اپنے مریدین کی تربیت سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کرے، خود بھی پرہیزگار ہو اور مریدین کو بھی پرہیزگاری کا درس دے۔

سوال: روحانی تربیت کے لیے ایک سالک ومرید کے لیے کیا ضروری آداب ہیں۔

جواب: جواب: تصوف سراسر ادب کا نام ہے، بغیر ادب کے اس راہ میں کچھ نہیں ملتا جو سالک ادب سے محروم رہتا ہے وہ مقام قرب سے دور اور مقام قبولیت سے محروم کردیا جاتا ہے۔ (شہاب الدین سہروردیؒ، عوارف المعارف 562)

پس مربی اور روحانی استاد کے سامنے سالک کا دستور اور طرز عمل ایسا ہونا چاہیے کہ وہ نہ بلند آواز میں گفتگو کرے نہ بہت زیادہ ہنسے، زبان کو خاموش رکھے، شیخ سے زیادہ سوالات نہ کرے، شیخ کی اتباع اپنے اوپر لازم کرے، کھانے پینے، سونے بلکہ ہر نیک کام کو جو شیخ ومربی سے صادر ہو درست سمجھے اگرچہ وہ بظاہر درست نظر نہ آئے۔ شیخ ومربی کی حرکات وسکنات پر نکتہ چینی اور اعتراض نہ کرے کیونکہ رائی برابر اعتراض بھی محرومی کے سوا کچھ نہیں دیتا جو بھی اور جہاں سے بھی کچھ فیض ملے اسے اپنے پیر کی طرف سے جانے، اپنے آپ کو مکمل طور پر اپنے شیخ کے سپرد کردے۔ شیخ کی طرف ہمہ وقت اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ شیخ سے کبھی غلط بیانی نہ کرے کبھی خیانت کا برتاؤ نہ کرے جو کچھ اپنی ذات کے لئے محبوب جانتا ہے شیخ کے لئے بھی محبوب جانے۔ چلنے، بولنے، کھانے غرض ہر کام میں شیخ سے پہل نہ کرے کبھی اپنے شیخ کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھے، کبھی اپنی پشت نہ کرے۔ شیخ کی موجودگی میں دوسری عبادات میں مشغول نہ ہو بلکہ تصور شیخ میں گم رہے اور ان کی زیارت سے دل ونگاہ کو محظوظ کرے الغرض اپنی ہستی کو تلاش حق میں گم کردینا ہی اصل سلوک ہے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com